SHABANA PERVEEN
Asst. Professor, Dept. of URDU
Vaishali Mahila College, Hajipur (B.B.A, Bihar University, Muzaffarpur)

B.A (H) Part I , PAPER -I

TOPIC: ZOQUE KE QASIDA NIGARI KI KHUSUSIYAT

ذوق کی قصیدہ نگاری کی خصوصیات

اردو میں قصیدہ نگاری کی روایت عربی اور فارسی سے قصیدے کا فن لے کر دکنی دور میں قلی قطب شاہ، وجہی، نصرتی اور ولی سے ہوتی ہوئی شمالی ہند میں شاہ حاتم، سودا، انشا سے گزرتی ہوئی ذوق تک پہنچی اور ذوق سودا کے بعد اردو کے سب سے اہم قصیدہ گو شاعر قرار پائے۔ اس صنف کو فروغ دینے میں ذوق کے کارناموں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ذوق نے کثرت مشق اور قادرالکلامی کا وہ نمونہ پیش کیا کہ اردو ادب کی تاریخ میں قصیدہ گویوں میں بلند مرتبہ کے حامل ٹھہرے۔ شوکت الفاظ، تخیل کی بلندی، معنی آفرینی اور باوقار رنگ و آہنگ نے ذوق کے قصیدوں کو ادبی شان سے مالا مال کیا ہے۔ ذوق کی تشبیہیں اور ان کی پیکر تراشی نہایت دل نشیں اور دلآویز ہوتی ہیں۔ وہ اپنے قصیدوں میں تشبیب سے گریز کی طرف اس طرح آتے ہیں کہ ان کا قاری یا سامع ان کی فنکاری اور قادرالکلامی کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح گریز سے مدح کی طرف آتے ہوئے اس فنکارانہ انداز میں ربط و تسلسل قائم رکھتے ہیں کہ ان کی فنی بصیرت اور شاعرانہ چابک دستی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ذوق کے قصیدوں کا ہر حصہ ان کی شاعرانہ عظمت کی دلیل ہے۔ ذوق نے حمدیہ، نعتیہ یا منقبتیہ قصیدے نہیں لکھے ہیں۔ ان کے سارے قصیدے آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کی مدح میں ہیں یا شہزادوں کی شان میں۔ ذوق کے قصائد کا سب سے اہم اور قابل قدر حصہ ان کی تشبیب ہے۔ ان سے ذوق کے کمال فن اور الفاظ پر تحکمانہ گرفت کا پتہ چلتا ہے۔ تشبیب میں ان کے موضوعات مختلف و متنوع ہیں۔ ان میں ایک طرف خوشی، عیش و طرب کو مشخص قرار دے کر ان کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، تشبیہ و استعارے کی چاشنی اور تخیل کی آئینہ سامانی ملتی ہے تو دوسری طرف اپنی شاعری کی تعریف اور زمانے کی نااہلی کا شکوہ بھی ملتا ہے اور بعض جگہ فلسفیانہ و حکیمانہ مضامین و ناصحانہ خیالات ملتے ہیں۔ معاشرے کی عکاسی بھی ملتی ہے اور اس زمانے کی تہذیب بھی جگہ جگہ اپنی جھلک دکھاتی ہے۔

ذوق نے جتنا زور قلم اپنی تشبیہوں پر صرف کیا اسی طرح دوسرے اجزا پر بھی اپنے قلم کا جادو بکھیرتے ہیں۔ گریز قصیدے کی اہم کڑی ہے۔ یہ تشبیب اور مدح کو آپس میں جوڑتی ہے۔ تشبیب کا مزاج مدح سے الگ ہوتا ہے اور تشبیب کو مدح سے مربوط کرنے کے لئے بات سے بات پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ تسلسل کے بے ربط ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں شاعر کے فن کے کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذوق اس منزل سے بھی کامیاب و کامراں گزرتے نظر آتے ہیں۔ گریز میں ذوق نے اپنی فنکاری، قوت تخیل اور فکر کی پرواز کا بہترین ثبوت دیا ہے اور فنکارانہ انداز سے پہلو بدل کر گریز کی طرف آئے

ہیں۔بعض اوقات ان کے گریز میں مکالماتی انداز بھی ملتا ہے۔

قصیدے کا اصل مقصد مدح ہوتا ہے۔قصیدے کے اجزائے ترکیبی میں اسے اہم مرتبہ اس لئے حاصل ہے کہ اسی کے ذریعہ شاعر اپنے ممدوح کی توجہ اپنی جانب ملتفت کراتا ہے اور انعام و اکرام کا مستحق قرار پاتا ہے۔چنانچہ شاعر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ممدوح کے مزاج و مرتبے اور اس کی نفسیات سے آگاہ ہو۔ذوق نے مدح کے حصے میں ممدوح کے جود و سخا، عدل و انصاف، مذہبی رجحان، خدا ترسی اور علم و حکمت کی دل کھول کر تعریف کی ہے۔نہ صرف ممدوح کی تعریف و توصیف بلکہ اس کی فوج، ساز و سامان، لشکر و سپاہی وغیرہ کی تعریف میں بھی زور قلم کا مظاہرہ کیا ہے۔

دیگر شاعروں کی طرح ذوق کے قصیدوں میں بھی مبالغہ آرائی ملتی ہے، خاص طور سے ممدوح کی مدح میں شعر موزوں کرتے ہوئے ذوق نہایت حسین پیرائے میں مبالغہ کی منزلوں سے گزرتے ہیں۔

ذوق کے قصیدوں کا ایک کمال مترنم بحروں کا استعمال بھی ہے۔زیر مطالعہ قصیدہ میں بھی حد درجہ نغمگی، ترنم اور روانی پائی جاتی ہے:

زہے نشاط! اگر کیجئے اسے تحریر
عیاں ہو خامہ سے، تحریر نغمہ، جائے صریر

زباں سے ذکر اگر چھیڑ لے، تو پیدا ہو
نفس کے تار سے آواز خوش تر از بم و زیر

ہوا یہ باغ جہاں میں، شگفتگی کا جوش
کلید قفل دل تنگ و خاطر دل گیر

ردیف و قوافی کا فنکارانہ انتخاب بھی بحروں کی ترنم ریزی میں معاون ہوتا ہے۔ذوق نے اس معاملے میں بھی حد درجہ ہوش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ذوق کو مختلف زبان اور علوم پر قدرت حاصل تھی۔جیسے تصوف، فلسفہ، منطق، حکمت، علم نجوم، فلکیات وغیرہ۔یہی وجہ ہے کہ ذوق کے قصیدوں سے ان کے بھرپور علم و فضل کا اندازہ ہوتا ہے۔فارسی کے مشہور قصیدہ گو شاعر خاقانی بھی اسی طرح مختلف علوم و فنون سے بہرہ ور تھے۔یہی سبب ہے کہ ذوق کو ''خاقانی ہند'' کے خطاب سے نوازا گیا۔

الفاظ و تراکیب کے در وبست، تشبیہات و استعارات کے جادو، لہجے کی وقار و تمکنت میں بھی ذوق اپنا معتبر مقام رکھتے ہیں۔فارسی کے مشہور قصیدہ گو شعرا خصوصی طور پر خاقانی اور انوری کے اثرات بھی ذوق کے قصیدوں میں دیکھے جا سکتے ہیں، بلکہ ذوق کے بعض قصائد تو خاقانی اور انوری کی زمینوں میں ملتے ہیں۔نصاب میں شامل قصیدہ ''زہے نشاط! اگر کیجئے اسے تحریر'' بھی انوری کے

قصیدے ''برسن آمدہ خورشید نیکواں شب گیر'' سے متاثر ہوکر لکھا گیا ہے۔

سودا کے بعد اردو کے ممتاز قصیدہ گو شعرا میں ذوق کا مرتبہ بلند و برتر ہے۔ وہ اپنے طرز کے باکمال غزل گو ہونے کے ساتھ ساتھ قصیدہ گوئی کے فن میں بھی استاد بیدل تھے۔ ذوق کے قصائد زیادہ تر بادشاہ وقت بہادر شاہ ظفر کی مدح میں لکھے گئے ہیں۔ ان کے قصیدے کی تشبیب ان کے علمی تجربہ، فن کارانہ ہنرمندی اور تخیل آفرینی کی اعلیٰ مثال ہے۔ تشبیب سے گریز کی طرف آتے ہوئے ذوق اس ہنرمندی سے کام لیتے ہیں اور پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب تشبیب ختم ہوئی اور شاعر مدح کی منزل میں آ گیا۔ یہ ذوق کی قصیدہ گوئی کا سب سے بڑا وصف ہے۔ عموماً مدح میں شاعر غلو کی حد سے آگے نکل جاتا ہے۔ ذوق کے یہاں بھی مدح میں غلو کا عنصر پایا جاتا ہے مگر اس میں اس قدر توازن اور اعتدال ہے کہ سامع یا قاری کے لئے گراں یا ناگواری کا سبب نہیں بنتا۔

مدح کے بعد حسن طلب یا مدعا کی منزل آتی ہے، جس پر قصیدہ تمام ہوتا ہے۔ یہ بھی قصیدہ گوئی کا ایک اہم حصہ ہے، مگر ذوق کے قصیدوں میں حسن طلب یا مدعا کہیں نہیں ملتا۔ ذوق کا قصیدہ ہمیشہ دعا پر ختم ہوتا ہے۔

ذوق کے قصیدوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے تجربۂ علمی سے قصیدے کے فن کو باوقار بنایا ہے۔ ان کے قصائد میں نغمگی، ترنم اور روانی موجود ہے۔ ذوق نے سنگلاخ زمینیں اور بحریں بھی استعمال کی ہیں، مگر قوافی و ردیف کی جھنکار، تشبیہات و استعارات کا فنکارانہ استعمال سنگلاخ زمینوں میں کہے گئے قصیدوں کو بھی نغمگی اور روانی سے مالا مال کر دیتا ہے اور ذوق کو ایوان قصیدہ میں اعلیٰ منصب عطا کرتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی:

نشاط	: خوشی	خامہ	: قلم
صریر	: قلم کے چلنے کی آواز	بیم وزیر	: ہلکا اور اونچا سُر
کلید	: کنجی	قفل	: تالا
تکلم	: بات چیت کرنا، بولنا	انبساط	: خوشی
منقار	: چونچ	بیضہ	: انڈا
صفیر	: چڑیوں کی آواز	باد	: ہوا
ہم سر	: برابری والا	سنبل	: خوشبودار گھاس
حصیر	: بوریا، چٹائی	تخم	: دانہ، بیج
شعیر	: ایک قسم کا غلہ (گیہوں کی طرح کا)	سبحہ	: تسبیح
تزویر	: فریب، جھوٹ	پیل	: ہاتھی
تارحریر	: ریشم کا دھاگا	طراوت	: تازگی، نمی
دود	: دھواں	گلخن	: بھٹی، تنور

مطیر	: برسنے والا	باران	بارش